علم تصوف کے بنیادی ماخذ

عذرا وقار

علم تصوف دین اسلام ہی کی ایک فرع ہے اور اس کی عمارت اسلام ہی کے بنیادی ستونوں پر کھڑی ہے۔ اس کے بنیادی ماخذ صوفیائے کرام کے وہ نظریات ہیں جو انہوں نے اس کائنات، دنیا، انسان اور زندگی کے بارے میں قرآن و حدیث سے اخذ کئے اور ان کو بیان کیا۔ ان کی تصانیف، تالیفات، ملفوظات، تذکرے اور مکتوبات تصوف کے بنیادی مواخذ کا کام دیتے ہیں۔ یہ حضرات اہل طریقت تھے مگر شریعت کی پابندی کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس راہ پر چلتے تھے۔ عرب و عجم اور برصغیر کے صوفیائے کرام کا عموماً یہ معمول رہا ہے کہ وہ اپنے دور میں علوم متداولہ کی درس و تدریس پر اپنا وقت صرف کرتے اور تصوف و طریقت کے موضوع پر بھی قلم اٹھاتے رہے۔ چنانچہ عربی، فارسی اور اردو میں بصورت نظم و نثر بزرگان طریقت و سلوک اور مشائخ عظام جو ذخیرہ چھوڑ گئے ہیں وہ بہت گراں بہا اور گراں مایہ ہے۔ دور اول کے صوفیاء جو اگرچہ علوم ظاہری پر پوری دسترس رکھتے تھے مگر بہ ایں ہمہ انہوں نے درس و تدریس کی مصروفیات سے اعتراض کیا۔ وہ ان مصروفیات کو اپنے مشاغل و افکار کی راہ میں حائل سمجھتے تھے۔ اس لئے انہوں نے تصنیف و تالیف کے میدان میں بھی قدم رکھنے سے اعتراض فرمایا۔ اس طرف صوفیائے کرام نے توجہ تیسری صدی ہجری میں دینی شروع کی۔ ان کی یہ تصانیف سیاسی ابتری خصوصاً منگولوں کے حملوں کے باعث خاصی تعداد میں ضائع ہو گئیں۔ مگر وہ آثار جو زمانہ کی دستبرد سے محفوظ رہ گئے تھے وہ آج بھی ہمارے لئے دلیل راہ ہیں۔ ان کی گراں مائیگی کا یہ عالم ہے کہ اتنی کتابوں کے ضائع ہو جانے کے باوجود، جو مختلف اسلامی مراکز میں موجود تھیں اور بیرونی حملوں کی تباہی کے دوران تلف ہو گئیں، کسی کمی کا احساس نہیں ہوتا۔

صوفیاء کی ان تصانیف کے موضوع خدا کی پہچان، محبت الٰہی، راہ سلوک اور اس کی منازل، عبادات اور ان کے ارکان ہیں۔ تصوف کے نظریات میں عہد بہ عہد جو تبدیلیاں ہوئیں اور جو وسعت پیدا ہوئی، جو تغیرات اور پھیلاؤ فکر تصوف میں رونما ہوئے وہ اپنے اپنے وقت میں ان تصانیف میں جگہ پاتے رہے۔ تصوف کے موضوع پر تصنیف و تالیف کے مراکز پہلے عرب ممالک اور بعد ازاں ایران اور پھر برصغیر پاک و ہند میں قائم ہوئے۔ چنانچہ ہم پہلے عرب و ایران میں عربی اور فارسی کے بنیادی مواخذ کا اور بعد ازاں برصغیر میں لکھے گئے عربی، فارسی اور اردو مواخذ کا جائزہ لیں گے۔ ان تصانیف کو ہم دور اولین اور دوسرے دور کی تصانیف میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ پہلا دور سادہ تصانیف کا اور دوسرا علمی تصانیف کا دور تھا۔

دور اول کی زیادہ تر تصانیف ایسے رسائل پر مشتمل ہیں جن میں مشائخ عظام کی تمام تر تعلیمات طالبان طریقت یا مریدان راہ سلوک کی رہنمائی اور ہدایت کے لئے ہیں اور ان میں تصوف کے موضوع، تاریخ تصوف یا اسرار و رموز تصوف سے بحث نہیں کی گئی۔ یا یہ رسائل ان تقاریر کے مجموعے ہیں جو انہوں نے حلقہ مریدان میں کی تھیں اور مریدوں نے انہوں نے تحریر کرلیا تھا۔ یہ رسائل دراصل مبتدی مریدوں کی رشد وہدایت کے لئے تحریر کئے گئے تھے اور تمام تر آیات قرآنی، احادیث نبوی، اخبار اور صوفیانہ تفسیرات اور ان توضیحات پر مشتمل ہیں جو صوفی کی تربیت اور سیر سلوک کی اصلاح کے لئے ضروری سمجھی جاتی تھیں اور مریدوں نے ان کی رہنمائی میں مدارج ومنازل سلوک کو طے کیا۔ یہ دور اولین چند صدیوں میں پھیلا ہوا ہے جو کہ حکیمانہ افکار وآراء سے بالکل خالی ہے کیونکہ اس وقت تک تصوف میں یہ افکار دخیل نہ ہوئے تھے اس لئے یہ رسائل اور کتابچے محض علمی مسائل، محاسن اخلاق اور اکتسابی موضوعات تک محدود ہیں۔ ان میں علمی مسائل، محاسن اخلاق اور اکتسابی موضوعات ہیں اور مجاہدات، مقامات، احوال، کرامات اور خرق عادات کے تذکرے بھی ہیں۔ جن کو مخصوص قرآنی اور احادیث کے حوالے دے کر پیش کیا گیا ہے۔

پہلے دور کی زیادہ تر تصانیف عربی میں لکھی گئی ہیں۔ ان تصانیف میں اور فقہا وعلماء کی فقہی واخلاقی تحریروں میں کوئی خاص فرق دکھائی نہیں دیتا۔ اگر ہے تو بس اتنا کہ انہوں نے وساوس نفس وخطرات نفس کو ایک موضوع بنا کر اس پر تفصیل سے لکھا ہے۔ ورنہ ان کے ہاں بھی تمام مباحث اصلاح نفس واخلاق اور ارکان اسلام وایمان کے وہی ہیں جو فقہا وعلماء کے یہاں ہیں۔ بلکہ بعض مشائخ عظام اور پیران طریقت جو بعد کے دور سے تعلق رکھتے ہیں، نے ایسی تصانیف چھوڑی ہیں جن میں شریعت اور فقہی مسائل ہی موضوع ہیں۔ جیسے حضرت علی بن عثمان ہجویری (م ۴۷۰ھ) کی کتاب کشف المحجوب اور عبدالقادر جیلانی (م ۵۶۱ھ) کی کتاب غنیۃ الطالبین، جبکہ موخر الذکر کتاب کے آخر میں ایک باب آداب المریدین کے عنوان سے خالصتاً تعلیمات تصوف پر رقم کیا گیا ہے۔

دوسرے دور کی تصانیف علمی طرز کی ہیں۔ یعنی صوفی حضرات نے تصوف کو بطور ایک نظریہ اور ایک فطری رجحان کے پیش کیا۔ یہ وہ دور تھا جبکہ فلسفہ وحکمت نے تصوف میں اپنے ریشے پہنچا دئے تھے اور مباحث دینی میں بھی ان کا نفوذ ہو چکا تھا۔ علم الکلام نے سیدھے سادے دین میں بعض پیچیدہ مسائل پیدا کر کے فتنوں اور کج بحثیوں کا ایک دروازہ کھول دیا تھا جیسے عہد عباسیہ میں مسئلہ خلق قرآن نے بے شمار فتنوں کو پیدا کیا۔ چنانچہ فلسفہ وحکمت نے اصول دین میں علم الکلام کی طرح ڈال کر فروع دین اور قیاس ورائے کے دروازے کھول دئے۔ تصوف جو محبت الٰہی 'اتباع رسول و اصحابہ کرام کا ایک راستہ تھا وہ بھی ان بحثوں کی زد میں آگیا۔ مگر یہ اثر صرف علمی حد تک ہی رہا اور صرف چند مسائل ہی اس تک اپنا نفوذ کر سکے۔ البتہ جب تصوف ایک علمی اور فکری نظریہ بن گیا اور فلسفیانہ مباحث کو اس میں جگہ مل گئی تو اس

میں خود بخود ایک تنوع اور تعمق پیدا ہو گیا۔ اس دور میں جن صوفیائے کرام نے تصوف کے موضوع پر قلم اٹھایا تو ان کی توجہ نظریاتی مباحث کی کثرت کے باعث صرف انہی پر مرکوز ہو گئی۔ جیسے چوتھی اور پانچویں صدی ہجری میں بہت سے نظریاتی سلاسل یا مکاتیب فکر تصوف میں پیدا ہو گئے تھے جن کو حضرت علی ہجویری نے کشف المحجوب میں اختصار کے ساتھ بیان کر دیا ہے اور اس فرق کی وضاحت کر دی ہے جو ہر طبقے کا طرۂ امتیاز تھا۔ اس طرح حضرت شہاب الدین سہر وردی (م ۶۳۳ھ) کی تصنیف عوارف المعارف میں تمام مباحث مخصوص قرآنی اور احادیث نبوی سے زیب عنوان کئے گئے ہیں اور ضمناً ہزاروں فقیہانہ مسائل صوفیانہ انداز میں فکر تصوف کے طرز استدلال کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں۔

علم تصوف اور اس کے مواخذ کے بارے میں بنیادی معلومات ہمیں ابن ندیم (م۔۳۸۳ھ) کی کتاب الفہرست سے، ابوالنعیم اصفہانی (م۔۴۳۰ھ) کی حلیۃ الاولیاء، علی ہجویریؒ کی کشف المحجوب اور علامہ حاجی خلیفہ کی کشف الظنون سے حاصل ہوتی ہیں [۲]۔ الفہرست سے، ابوالنعیم اصفہانی (م-۴۳۰) ابن ندیم نے اپنی کتاب جو ۳۷۷ ہجری کی تحریر ہے، میں ان تمام کتابوں کی نشاندہی کر دی ہے جو چوتھی صدی ہجری میں بغداد کی کتابوں کی منڈی میں دستیاب تھیں [۳]۔ یہ کتاب مختلف علوم و فنون کے بارے میں کتابوں اور مصنفوں کے احوال کے اعتبار سے عربی ادب کے قدیم ترین ماخذ میں شمار ہوتی ہے۔ جس میں اس نے مختلف زبانوں بالخصوص یونانی، فارسی اور سنسکرت کی اہم کتابوں اور عربی تراجم کی فہرست مہیا کر دی ہے۔ اسی کتاب کی بدولت علمائے کرام اور صوفیائے عظام، مفسرین و محدثین کی کاوشوں اور تحریروں کے نام باقی رہ گئے ہیں۔ اس کتاب کے مقالہ پنجم میں انہوں نے سیاحوں، زاہدوں، عبادت گذاروں اور ان صوفیاء کے حالات بیان کئے ہیں جنہوں نے قلب کے خطرات و وساوس پر لکھا [۴]۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے تصوف کی اصل تلاش کرنے کی بھی کوشش کی۔ وہ لکھتے ہیں کہ انہوں نے ابو محمد بن جعفر خلدی کے ہاتھ کی لکھی تحریر پڑھی۔ وہ قائدین و رؤسائے صوفیاء میں سے تھے اور پاک باز اور زاہد شخص تھے۔ ان کی زبانی بھی اس نے سنا کہ انہوں نے ابوالقاسم جنید بن محمدؒ سے تحصیل علم کی اور انہوں نے ابوالحسن سری بن مفلس سقطیؒ سے انہوں نے معروف کرخیؒ سے اور انہوں نے فرقد سنجیؒ سے اور انہوں نے حسن بصریؒ سے اور انہوں نے انس بن مالکؓ سے یہ علم حاصل کیا۔ نیز یہ کہ حسن بصریؒ نے ستر بدری صحابہ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا [۵]۔ اسی تحریر کو دیکھ کر ابن ندیم نے پینتیس قدیم صوفی گروہ بتائے ہیں۔ پہلا حسن بصریؒ سے شروع ہوتا ہے، دوسرا غلام خلیل سے اور تیسرا گروہ اسماعیلیہ فرقہ سے متعلق ہے۔ اس سلسلے میں انہوں نے منصور حلاج کا ذکر کیا ہے اور ان کی چھیالیس کتابوں کے نام دیئے ہیں [۶]۔

ابوالنعیم احمد بن عبداللہ صفہانی کی حلیۃ الاولیاء پانچویں صدی ہجری کی تصنیف ہے اور تصوف کے موضوع

پر گرانقدر سرمایہ ہے۔اسے انہوں نے ۴۲۲ ہجری میں مکمل کیا۔اس میں چھ سو چھیاسی صوفیاء کا تذکرہ ہے [7] ۔ان میں صوفیاء کے حالات اگرچہ مختصر ہیں لیکن مستند طریقے پر منضبط کئے گئے ہیں۔جن میں چوتھی صدی ہجری تک کے زہاد، و ارباب طریقت کے حالات قلم بند کئے گئے ہیں۔ان حالات کے علاوہ مواعظ و حکم و آداب طریقت اور قصص الصالحین بھی درج ہیں۔مشہور مورخ علامہ سیوطی (م۔۸۴۴ھ) نے اپنی کتاب تاریخ الخلفاء میں اس کتاب سے حوالے دیئیہیں [9] ۔اسی طرح امام ابن جوزی (م۔۵۹۷ ہجری) کی کتاب صفوۃ الصفوۃ ہے [9] ۔ابن جوزی ایک واعظ، مدرس اور مصنف تھے اور اہل بدعت پر اور انکی غیر شرعی باتوں پر سخت تنقید کرتے تھے۔انکی یہ کتاب حلیۃ الاولیاء کا تنقیدی خلاصہ ہے اور اس میں شہروں اور طبقوں کے اعتبار سے صوفیائے کرام کی تحریروں کے تراجم اور احوال واقوال جمع کئے گئے ہیں۔ابن جوزی نے اپنی ایک اور کتاب تلبیس ابلیس میں عوام الناس کی ان باتوں کو جو شریعت اسلامی کے مطابق نہیں شیطان کی عیاری قرار دیا ہے اور کوشش کی ہے کہ لوگوں کو ان حرکات سے روکیں۔اس میں انہوں نے فلاسفہ، منکرین نبوت، خوراج، باطنیوں اور بعض قسم کے صوفیاء کی غلطیوں کو ثابت کرنے کی کوشش کی۔اس طرح کتاب میں مختلف فرقوں کی فکری اور اجتماعی تاریخ کی بابت بہت سی تاریخی علامات فراہم کردی گئی ہیں۔اس کتاب میں انہوں نے حضرت عبدالقادر جیلانی کے عقائد کی بھی مخالفت کی ہے [10] اور ابو طالب مکی (م۳۸۶ھ)، امام قیشریؒ (م۴۶۵ھ)، اور امام غزالیؒ (م۔۵۰۵ھ) کو بھی تنقید کا نشانہ بنایا ہے [11] ۔ابن جوزی نے اپنی کتابوں میں تصوف کے مکتبہ فکر پر سخت تنقید کی۔لیکن اس کے باوجود بہت سے مشائخ کی بزرگی اور ان کی پاکیزہ زندگی کا اعتراف بھی کیا۔انہوں نے تصوف کی متعدد کتب کا ذکر کیا اور انہیں قابل اعتناء سمجھا۔اس لئے یقین سے کہا جاسکتا ہے کہ ان کے زمانے میں یہ کتب معروف موجود تھیں۔

ایک اور ماخذ علی ہجویری داتا گنج بخش کی کتاب کشف المحجوب ہے۔انہوں نے اس کتاب میں بے شمار صوفیاء اور ان کی کتابوں کا ذکر کیا ہے۔انہوں نے اہل صفہ سے صوفیاء کا ذکر شروع کیا ہے اور انفرادی طور پر اٹھہتر (۷۸) صوفیاء کے حالات زندگی اور مکاتب کا ذکر کیا ہے۔اس کے بعد شام، عراق، ایران، وسط ایشیا، خراسان، ماور النہر، غزنی وغیرہ کے ہم عصر صوفیہ کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ یہ صوفیاء بارہ فرقوں میں منقسم ہیں۔جن میں محاسبی، قصاری، طیفوری، جنیدی، نوری، سہلی، حکیمی، خراجی، خفیفی، سیاری اور حلولی شامل ہیں۔آخری فرقہ حلولی کی دو شاخیں ہیں جنہیں انہوں نے ناپسندیدہ کہا ہے اور حسن کے پیروکار فارس اور ابوحلمان تھے۔کشف المحجوب میں داتا صاحب نے جن صوفیاء کی کتابوں کا ذکر کیا ہے وہ یہ ہیں:

حضرت جنیدی بغدادیؒ، طشت الارادت، تصیح الارادت۔

حضرت رویمؒ،	غلات الواجدین
ابونصر سراجؒ ،	کتاب اللمع
حضرت عثمان مکیؒ،	کتاب المحبت
عبدالرحمٰن سلامیؒ،	کتاب السماع
شاہ شجاع کرمانیؒ،	سرتہ الحکماء
نورالدین جامیؒ،	نفحاتہ الانس
حامداللہ مصطفیٰؒ،	نزہت الانس
حارث المحاسبیؒ،	رعایتہ
احمد بن الخصر وی بلخیؒ،	الرعایتہ بحقوق اللہ
ابوعبدالرحمٰن السلمانؒ،	طبقات الصوفیاء
فریدالدین عطارؒ،	تذکرۃ الاولیاء
محمد علی ترمذیؒ،	آداب المریدین، خاتم الولایت، کتاب آداب القمر ، کتاب النہج ، کتاب التوحید، الاصول، تاریخ مشائخ

ان کے علاوہ ابوالقاسم حکیمؒ، ابوبکر الوارقؒ، سہل بن عبداللہ تشتری، ابوعبدالرحمٰن سلمی، ابوالقاسم القیشریؒ کی کتابوں اور خود اپنی کتابوں اسرار الخرق والمعونات، بحر القلوب، کتاب البیان، الفناء و بقا، منہاج الدین، رعایتہ الحقوق اللہ کا ذکر کیا ہے[۱۳]۔

جس طرح ابن ندیم نے اپنے مقالہ پنجم کے تحت تصوف کے دوراول کی کتابوں اوران کے مصنفین کے نام منضبط کئے ہیں اسی طرح ان کے بعد امام الجوزی نے اپنی کتاب صفوۃ الصفوہ میں متعدد کتابوں کا ذکر کیا ہے۔ ہر چند کہ ابن جوزی نے یہ کتاب تصوف کے رد میں لکھی ہے۔ لیکن انہوں نے صوفیاء پر تنقید کرنے کے ساتھ ساتھ شیخ حارث محاسبیؒ (م ۲۴۳ھ) شیخ ابوعبدالرحمٰن سلمی نیشاپوریؒ (م ۴۱۲ھ) شیخ ابونصر سراجؒ (م ۳۷۸ھ) شیخ ابو طالب مکیؒ (م ۳۸۶ھ) شیخ ابو النعیم اصفہانیؒ (م ۴۳۰ھ) امام عبدالکریم ہوازن القشیریؒ (م ۴۶۵ھ) شیخ ابو حامد غزالیؒ (م ۵۰۵ھ) شیخ ابوسعید بن احمد بن عیسی الخرازؒ کا ذکر صوفیائے کرام کے گروہ میں کیا اور ان کی تصانیف کی نشاندہی کی ہے۔ یقیناً یہ تصانیف علامہ ابن جوزی کے زمانہ میں معروف اور موجود تھیں اور ان کی گراں مائیگی کا یہ عالم تھا کہ امام ابن جوزی جیسے ناقد کو بھی ان کی اہمیت تسلیم کرنا پڑی[۱۴]۔

عرب وعجم میں تصوف کے موضوع پر تیسری صدی سے نویں صدی ہجری تک جو کتابیں تصوف پر تصنیف یا تالیف کی گئیں اور اب بھی دستیاب ہیں۔ خواہ مخطوطات کی شکل میں یا مطبوعات کی شکل میں ان میں سے چند فارسی کتابوں کے علاوہ سب عربی میں ہیں۔ مگر یہ بات قابل ذکر ہے کہ ان کے مصنفین عجمی ہیں اور یہ زیادہ تر سرزمین ایران میں تخلیق ہوئیں۔ چند مشہور کتابوں کے نام مندرجہ ذیل ہیں:

شیخ حارث محاسبی۔ کتاب الرعایۃ (عربی)

شیخ ابونصر سراج طوسی۔ کتاب اللمع (عربی)

شیخ ابوبکر محمد بن ابراہیم بخاری۔ کتاب التعرف (عربی)

شیخ ابوطالب مکی۔ قوت القلوب (عربی)

شیخ ابوطالب الرحمٰن نیشاپوری۔ طبقات الصوفیہ (عربی)

محدث و شیخ ابوالنعیم اصفہانی۔ حلیۃ الاولیاء، طبقات الاولیاء (عربی)

شیخ عبدالکریم قشیری۔ رسالہء قشیریہ (عربی)

علی ہجویری داتا گنج بخش۔ کشف المحجوب (فارسی)

حجتہ اسلام ابوحامد الغزالی۔ احیائے اسلام (عربی) کیمیائے سعادت (فارسی)

شیخ احمد بن محمد غزالی۔ الذخیرۃ العلم البصیرۃ (عربی)

لباب الاحیاء العلوم (عربی) سوانح العشاق (عربی) تازیانہ سلوک (فارسی) مکتوبات شیخ احمد غزالی (فارسی)

امام ابن جوزی۔ صفوۃ (عربی)

شیخ عین القضاتہ ہمدانی۔ زبرہ الحقائق (عربی)

شیخ المشائخ شیخ عبدالقادر جیلانی۔ فتوح الطالبین (عربی)

غنیتہ الطالبین (عربی) الفتح الربانی (عربی)

شیخ فریدالدین عطار۔ تذکرتہ الاولیاء (فارسی)

شیخ شہاب الدین سہروردی۔ عوارف المعارف (عربی)

شیخ اکبر محی الدین ابن العربی۔ فتوحات مکیہ (عربی) فصوص الحکم (عربی)

مولانا جلال الدین رومی۔ فیہ مافیہ، مکتوبات رومی، مجالس سبعنہ رومی (فارسی)

شیخ فخر الدین عراقی۔لمعات (فارسی)

شیخ مولانا نور الدین جامی۔نفحات الانس (فارسی) لوائح (فارسی) لوامع (عربی) رشحہ المعات (فارسی) مجالس العشاق (فارسی)۔[15]

مولانا جامی کے بعد سرزمین ایران میں ادبیات کی تابناکیاں ختم ہوگئیں جس کا سبب صفوی سلطنت کا قیام تھا[16]۔ یہ حکمران جو شیعہ تھے اور اہل سنت والجماعت صوفیا کا وہاں جینا دوبھر ہوگیا تھا۔ جس کے باعث بہت سے صوفیاء جنگلوں کی طرف نکل گئے اور کچھ برصغیر پاک و ہند میں آگئے۔ برصغیر پاک و ہند میں چشتی، سہروردی، قادری اور نقشبندی سلسلہ ہائے تصوف کے بزرگوں نے برصغیر کے تمام علاقوں میں ارشاد و تبلیغ کا فریضہ سرانجام دیا۔ یہ سلسلے اور رجحانات رفتہ رفتہ عرب و عجم، افغانستان اور چند ایک وسطی ایشیا میں تخلیق پاتے رہے۔ سب سے پہلے خواجہ ابو محمد بن ابی احمدؒ، سلطان محمود غزنوی کی افواج کے ساتھ آئے۔ اسی طرح غزنوی دور کے اوائل میں ہی سید علی ہجویریؒ آئے۔ خواجہ معین الدین چشتیؒ (م ۶۳۳ھ) محمد غوری کے ساتھ آئے۔ ان کے سلسلے میں خواجہ بختیار کاکیؒ (۱۲۳۶ء) خواجہ نصیر الدین چراغ دہلویؒ (م ۱۳۵۶ء) اور سید محمد گیسو درازؒ (م ۶۲۲ھ) کو بڑی شہرت ملی۔ سہروردی سلسلے کے شہاب الدین سہروردیؒ (م ۶۳۲ھ) کے خلیفہ مخدوم نوح بھکری سب سے پہلے یہاں آئے۔ شیخ بہاؤ الدین الذکریا ملتانیؒ (م ۶۶۶ھ) کے ذریعے سہروردی سلسلہ برصغیر میں پھیلا۔ مخدوم جہانیاں جہاں گشت (حضرت شرف الدین یحیٰیؒ) (م ۷۸۸ھ) اس سلسلے کے مشہور بزرگ ہیں۔ کشمیر میں امیر کبیر علی ہمدانیؒ (م ۷۷۰ھ) وارد ہوئے۔ قادری سلسلے کے سب سے پہلے یہاں آنے والے بزرگ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ (م ۵۶۱ھ) کے فرزند شیخ یحیٰی سندھ آئے۔ حضرت میاں میر لاہوریؒ اور سلطان باہوؒ بھی قادری سلسلے کے بزرگ تھے۔ اس سلسلے کو شاہجہان اور اورنگ زیب کے دور میں عروج حاصل ہوا۔ نقشبندی سلسلے کے پہلے بزرگ شیخ بابا بھائی وال تھے۔ جو ۹۹۹ھ میں کشمیر میں وارد ہوئے۔ اس سلسلے سے ہی خواجہ باقی باللہ (م ۱۲۰۱ھ) تھے جن کے خلیفہ شیخ احمد سرہندی تھے[17]۔

اب ہم غزنوی دور اور اس کے بعد برصغیر پاک و ہند میں لکھی جانے والی کتابوں کا ذکر کریں گے۔ غزنوی دور میں علی ہجویریؒ کی کشف المحجوب تحریر کی گئی۔ غوری عہد میں تصوف پر تصانیف دکھائی نہیں دیتیں۔ عہد سلطنت میں شہاب الدین سہروردی کے مرید قاضی حمید الدین ناگوری کی طوالع الشمس لکھی گئی۔ اس میں اسمائے الٰہی کی شرح تصوف کے رنگ میں کی گئی ہے۔ اس سے پہلے بھی اس طرز اور رنگ میں غیر ہندی صوفیائے کرام نے اپنی بعض تصانیف پیش کیں۔ چنانچہ محی الدین ابن العربی نے فتوحات مکیہ اور فصوص الحکم میں بیشتر معاملات میں اسی رنگ کو اختیار کیا۔ یعنی وہ نصوص کی تاویل و تعبیر صوفیانہ رنگ میں کرتے تھے اور ظاہری معنی سے قطع نظر کر کے اس کے باطنی

مفہوم یا احوال پر اس کی تطبیق کرتے تھے۔ اس کے بعد سید بندہ نواز گیسو دراز نے حضرت ابوالنجیبؒ سہروردی کی آداب المریدین اور ابن عربی کی فصوص الحکم کی شرح لکھی۔ شیخ محمد گوالیاریؒ کی جواہر خمسہ، شیخ محدث دہلوی کی شرح فتوح الغیب، حضرت مجدد الف ثانی کی رسالہ تہلیلیہ، شاہ ولی اللہ کی الطاف قدس اور سطعات اور لمعات ملتی ہیں[18]۔

جس طرح عرب وعجم میں صوفیاء کے یہاں تصوف کے وسیع و بلند موضوع پر فکری حوالے سے تصنیفات لکھی گئیں۔ وہاں برصغیر پاک وہند میں اس طرح نوعیت کی تصنیفات کم لکھی گئیں جبکہ یہاں ملفوظات کی ترتیب کی طرف زیادہ توجہ دی گئی۔ پانچویں صدی ہجری کی تصنیف کشف المحجوب کے بعد یہاں بہت کم ایسی کتابیں ملتی ہیں جن کا موضوع اصول وآداب طریقت وتصوف ہو۔ اگر کچھ کتابیں ہیں تو وہ یا تو مشائخ سلف کی تصانیف کے تراجم ہیں یا پھر مختصر رسائل۔ یہاں مشائخ حضرات اور صوفیائے کرام کے ملفوظات کی تدوین کی طرف زیادہ توجہ دی گئی۔ کیونکہ اس خطے میں مشائخ عظام کی زیادہ تر توجہ اشاعت اسلام، سلسلہ طریقت کی توسیع اور مریدان کی تربیت کی طرف رہی۔ اس لئے یہاں ملفوظات کثرت سے ملتے ہیں۔ یعنی کسی عقیدت مند نے شیخ طریقت ارشادات کو جمع کرنا شروع کیا اور پھر ان کی نقلیں اطراف واکناف میں پھیلائی گئیں۔ چنانہ چشتیہ، سہروردیہ، قادریہ، شطاریہ، ہر سلسلے کے بزرگان کے ملفوظات ہمیں ملتے ہیں۔ ان ملفوظات میں کسی اجتماع میں شیخ طریقت کی گفتگو یا خطبے شامل ہوتے ہیں۔ ان خطبوں یا گفتگو میں مصلحانہ پند آموز شاعری، قصوں اور اصول وضوابط اور مقولے وغیرہ شامل ہوتے ہیں۔ ملفوظات دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو کسی شیخ طریقت کی وفات کے مدتوں بعد ان کے کسی مرید یا رشتہ دار نے یاداشتوں کی مدد سے جمع کر کے مرتب کئے ہوں اور دوسرے وہ جو مرید کسی شیخ طریقت کی زندگی میں ان کے خطبات یا گفتگو کو فوراً رقم کر لے۔ دوسرے قسم کے ملفوظات زیادہ قابل اعتبار ہوتے ہیں[19]۔

شروع کے ملفوظات میں حالات وسخنان شیخ ابوسعید بن ابوالخیرؒ، اسرار التوحید فی مقامات شیخ ابی سعیدؒ ہیں۔ چشتی صوفیاء کے ملفوظات سے اس صنف صوفی ادب میں بے تحاشہ اضافہ ہوا۔ جیسے شیخ عثمان ہرونیؒ کے ملفوظات آئین الارواح، شیخ معین الدین چشتیؒ کے دلیل العارفین، حضرت بختیار کاکیؒ کے فوائد السالکین، شیخ بابا فریدؒ کے راحت القلوب، شیخ نظام الدین اولیاء کے فوائد الفواد، شیخ نصیر الدین چراغ دہلویؒ کے خیر المجالس، شیخ برہان الدین غریبؒ کے احسن الاقوال اور سید محمد گیسو دراز کے ملفوظات جوامع الکلم کے نام سے موجود ہیں۔ مندرجہ بالا ملفوظات صوفیائے کرام کے فرمودات وارشادات کے بلند پایہ مجموعے ہیں۔ جو وہ عام مجلسوں میں حاضرین کی ہدایت کے لئے بیان فرماتے تھے۔ ایک اور صنف صوفیائے کرام کے تذکرے ہیں جن میں شیخ امیر خورد کی سیر الاولیاء، حامد بن فضل اللہ شیخ جمالی کی سیر العارفین، حضرت محدث دہلویؒ کی اخبار اخیار، خواجہ ہاشم کشمیؒ کی زبدۃ المقامات، خواجہ بدر الدین

سرہندیؒ کی حضرات قدس، شیخ الہدیہ چشتی کی سر الا خطاب، دارا شکوہ کی سفینۃ الاولیاء اور سکینۃ الاولیاء، مفتی غلام سرور کی حدیقۃ الاولیاء شامل ہیں۔

ان ملفوظات کے علاوہ ملفوظات حضرت شاہ فخر الدینؒ، ملفوظات شاہ عبدالعزیز دہلویؒ، ملفوظات حضرت شاہ نور محمد مہارویؒ، ملفوظات حضرت محمد سلیمان تونسویؒ، ملفوظات حضرت شیخ محمد جمالؒ، خلیفہ نور محمد صاحب مہارویؒ، ملفوظات شیخ حیدر شاہ جلال پوریؒ بھی مطبوعہ شکل میں موجود ہیں۔ لیکن بہت سے بزرگوں کے ملفوظات طبع نہیں ہوئے اور ان کے قلمی نسخے بعض اہم کتب خانوں یا متعلقہ خانقاہوں کے کتب خانوں میں محفوظ ہیں[۲۰]۔

صوفیائے کرام کے مکتوبات ان کے نظریات کو جاننے کا ایک اور اہم ماخذ بنتے ہیں۔ یہ مکتوبات انہوں نے مختلف لوگوں کے نام لکھے اور ان میں تصوف کے اسرار رموز بیان کئے ہیں۔ اگر یہ ملفوظات اور مکتوبات نہ ہوتے تو برصغیر کے مسلمانوں کی نہ صرف روحانی و مذہبی بلکہ ثقافتی اور علمی تاریخ کے بہت سے پہلو تشنہ رہ جاتے۔ یہ مکتوبات نجی اور شخصی افکار و خیالات کا موثر ذریعہ بنے اور صوفیا نے اس صنف کے ذریعے تبلیغ و دعوت اور ازالہ شکوک وشبہات اور اپنے مسلک و مشرب کی وسیع تر اشاعت کا کام لیا۔ قریب قریب ہر صوفی نے مکتوبات کے ذریعے اپنے دوستوں اور مریدوں سے رابطہ رکھا۔ متصوفانہ ادب کا مراسلاتی ذخیرہ تاریخی، مذہبی اور سیاسی معلومات فراہم کرتا ہے اور معاشرتی سماجی اور تہذیبی پہلوؤں پر بھی روشنی ڈالتا ہے اور ان میں بادشاہوں سے لے کر عوام تک کے طبعی کوائف پر روشنی پڑتی ہے۔ جن اہم صوفیاء کے مکتوبات دستیاب ہیں ان کی تفصیل یہ ہے:

مکتوبات حضرت جنید بغدادیؒ۔ (م ۹۱۰ء)

مکتوباتِ امام غزالیؒ۔ (م۔ ۵۰۵ھ/ ۱۱۱۱ء)

مکتوبات جلال الدین رومیؒ۔ (م۔ ۶۷۲ھ/ ۱۲۷۳ء)

مکتوبات حمید الدین ناگوریؒ۔ (م۔ ۵۷۰ھ/ ۱۱۷۴ء)

مکتوبات عبدالقادر جیلانیؒ۔ (م۔ ۵۶۱ھ/ ۱۱۶۵ء)

مکتوبات معین الدین چشتیؒ۔ (م۔ ۶۳۳ھ/ ۱۲۳۵ء)

مکتوبات بوعلی قلندرؒ۔ (م۔ ۷۲۴ھ/ ۱۳۲۴ء)

مکتوبات شیخ شرف الدین یحییٰ منیریؒ۔ (م۔ ۷۸۲ھ/ ۱۳۸۰ء)

مکتوبات امیر کبیر علی ہمدانیؒ۔ (م۔ ۷۸۶ھ/ ۱۳۸۵ء)

ان حضرات کے علاوہ مغل دور میں اور اس کے بعد کے دور کے مشہور مجموعہ مکتوبات یہ ہیں۔ شیخ نور الدین،

مکتوبات جلال الدین بخاری، مکتوبات خواجہ احرار عبید اللہ، مکتوبات شیخ عبد القدوس گنگوہی، مکتوبات خواجہ باقی باللہ، مکتوبات حکیم شاہ کلیم اللہ جہاں آبادی، مکتوبات شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، مکتوبات مرزا مظہر جاناں، مکتوبات شیخ محب اللہ، مکتوبات سید احمد شہید اور مکتوبات حکیم اللہ جہاں آبادی مشہور ہیں [۲۱]۔

اختتامیہ:

علم تصوف کے بنیادی مواخذ میں صوفیائے کرام کی تصانیف، تالیفات، ملفوظات، تذکرے اور مکتوبات شامل ہیں۔ ان تحریروں سے نہ صرف فکر تصوف کے بارے میں معلومات حاصل ہوتی ہیں بلکہ تصوف کے علم میں عہد بہ عہد جو تبدیلیاں اور اضافے ہوتے رہے ہیں وہ بھی دکھائی دیتے ہیں۔ تیسری صدی ہجری سے بیشتر صوفیاء کا رجحان زیادہ تر تصوف کے عملی پہلو پر رہا۔ تیسری صدی ہجری میں صوفیاء نے اپنے اعتقادات کو ضبط تحریر میں لانے کی طرف توجہ دی۔ اس دور میں ان اسلامی مراکز میں بے شمار اندرونی و بیرونی آفات ٹوٹیں اور بہت سی کتابیں تباہ ہوگئیں۔ اس کے باوجود گراں قدر سرمایہ علم تصوف پر موجود ہے۔

علم تصوف کے بنیادی مواخذ کے بارے میں جو کتابیں اساسی معلومات فراہم کرتی ہیں یا جن میں اس موضوع پر کتابیات فراہم کی گئی ہیں۔ ان میں ابن ندیمؒ کی الفہرست، ابوالنعیم احمد بن عبد الصفہانیؒ کی حلیۃ الاولیاء، امام ابن جوزیؒ کی صفوۃ الصفوہ، علی ہجویریؒ کی کشف المحجوب اور علامہ حاجی خلیفہ کی کشف الظنون شامل ہیں۔ ان بنیادی مواخذ کو ہم دور اول اور دوسرے دور کی تصانیف میں بانٹ سکتے ہیں۔ پہلے دور کی تصانیف عربی میں لکھی گئی ہیں۔ ان میں اور فقہا و علما کی فقہی و اخلاقی موضوعات پر لکھی گئیں کتابوں میں کوئی خاص فرق نہیں۔ اگر ہے تو بس اتنا کہ انہوں نے خطرات نفس کو ایک علیحدہ موضوع کے طور پر زیب عنوان کیا ہے۔ دوسرے دور کی تصانیف علمی طرز کی ہیں جن میں صوفیاء کرام نے تصوف کو بطور ایک نظریہ اور فکری رجحان کے پیش کیا ہے۔

شروع میں صوفیاء کرام مختلف گروہوں میں تقسیم تھے۔ جب کے بعد ازاں مختلف سلسلوں میں بٹ گئے۔ تمام گروہوں اور بعد ازاں سلسلوں کے بنیادی عقائد میں کوئی فرق نہیں۔ جیسا کہ صوفیانہ عقائد کے تمام سلسلوں میں سب سے اہم عقیدہ، عقیدہ توحید ہے۔ اس کے علاوہ تمام مشائخ صوفیا کے عقائد میں شریعت اور اتباع رسول پر عمل کرنا شامل ہے۔ کیونکہ تمام صوفیانہ سلسلوں کا منبع رسول اکرم کی ذات اور قرآن کریم ہے۔

حوالہ جات

۱۔ شہاب الدین سہروردی، عوارف المعارف، کراچی، مدینہ پبلشنگ ہاؤس، ۱۹۸۹ء، مقدمہ شمس بریلوی، ۱۴۔

۲۔ ایضاً، ۲۰

۳۔ دائرہ معارف اسلامیہ، جلد۲۲، ۱۶۰۔۱۶۱

۴۔ ابن ندیم، الفہرست، مترجم محمد اسحاق بھٹی، لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ، ۱۹۹۰ء، ۴۴۳۔

۵۔ ایضاً، ۴۴۳۔

۶۔ ایضاً، ۴۵۷۔

۷۔ شہاب الدین سہروردی، بحوالہ سابقہ، ۲۴۔

۸۔ ایضاً، ۲۴۔

۹۔ ایضاً، ۲۱۔

۱۰۔ ایضاً، ۱۲۔

۱۱۔ سید اطہر عباس رضوی، اے ہسٹری آف صوفی ازم ان انڈیا، جلد اول، نیو دہلی، منشی منوہر لال پبلشرز، ۱۹۸۶ء، ۸۸۔

۱۲۔ علی ہجویری، کشف المحجوب، مترجم آر۔ اے۔ نکلس، لاہور، اسلامک کتب فاؤنڈیشن، ۱۹۷۶ء۔

۱۳۔ ایضاً۔

۱۴۔ شہاب الدین سہروردی، بحوالہ سابقہ، ۲۱۔

۱۵۔ ایضاً، ۱۷۔۱۹۔

۱۶۔ ایضاً، ۴۶۔

۱۷۔ دائرہ معارف اسلامیہ، جلد۲۳، ۳۸۔

۱۸۔ شہاب الدین سہروردی، بحوالہ سابقہ، ۷۔۸۔

۱۹۔ سید اطہر عباس رضوی، بحوالہ سابقہ، ۱۔۶۔

۲۰۔ دائرہ معارف اسلامیہ، جلد۲۱، ۴۷۳۔۴۷۸۔

۲۱۔ ایضاً۔

NIHCR'S PUBLICATIONS ON QUAID-I-AZAM AND PAKISTAN

Quaid-i-Azam Mohammad Ali Jinnah: Myth and Reality
Dr. Waheed-uz-Zaman
Price: Rs. 200.00

Quaid-i-Azam Mohammad Ali Jinnah: The Formative Years, 1892-1920
Dr. Riaz Ahmad
Price: Rs. 130.00

Political Parties in Pakistan: 1947-1958, Vol. I 1958-1969, Vol. II 1969-1971, Vol. III
Dr. M. Rafique Afzal
Total Price: Rs. 720.00

The Case for Pakistan
Dr. M. Rafique Afzal (ed.)
Price: Rs. 150.00

Pakistani Culture: A Profile
Dr. M. Yusuf Abbasi
Price: Rs. 300.00

Jami'yyat Ulama-i-Pakistan, 1948-79
Mujeeb Ahmad
Price: 150.00

Islam & Democracy in Pakistan
Dr. M. Aslam Syed
Price: Rs. 200.00

Quaid-i-Azam and Education
Dr. S.M. Zaman (ed.)
Price: Rs. 200.00

Pakistan: A Religio-Political Study
Dr. Shaukat Ali
Price: Rs. 350.00

Ideology of Pakistan
Dr. Saeedud Din Ahmad Dar
Price Rs. 130.00

Aspects of the Pakistan Movement
Dr. Sikandar Hayat
Price: Rs. 200.00

The Eastern Times on Quaid-i-Azam
Ahmad Saeed (ed.)
Price: Rs. 90.00

Pakistan 1947-58: An Historical Review
Dr. Zarina Salamat
Price: Rs. 150.00

Politics and the State in Pakistan
Dr. Mohammad Waseem
Price Rs. 250.00

Pakistan Resolution Revisited
Dr. K.F. Yusuf, Dr. M. Saleem Akhtar and Dr. S. Razi Wasti (eds.)
Price: Rs. 300.00

Making of Pakistan: The Military Perspectives
Dr. Noor-ul-Haq
Price: Rs. 150.00

Muslim League Session 1940 and the Lahore Resolution
Ikram Ali Malik
Price: 225.00

History of Kashmir: A Study in Documents, 1916-1939
Mirza Shafique Hussain
Price: Rs. 180.00

Kashmir: An Annotated Bibliography
Mirza Shafique Hussain
Price: Rs. 35.00

Thatta: Islamic Architecture
Dr. A.H. Dani
Price: Rs. 240.00